بالآخره در سال ۱۰۱۱ھ ق در ۸۲ سالگی بر اثر تب در حالیکه حمیده بانو بیگم ، مادر اکبر ، درکنارش بود بجهان دیگر خرامید. پیش از آنکه بخواب ابدی برود، زن برادرش و دوست دیرینه اش بیتابانه صدایش کرد ، او برای لحظه ای چشمهایش را باز کرد و این کلمات را بر زبان راند .

''من زار بمردم عمرت باد ارزانی''[۱]

دوباره چشمها را بست و دیگر باز نکرد .

غـرة الـزيجات

(کرن تلک)

از

البیرونی

فضل الدین قریشی (مرحوم) کے انگریزی ترجمے ،

حواشی اور تصحیح متن کے ساتھ

قیمت : مجلد : ۵۴ روپے — غیر مجلد : ۴۰ روپے

ملنے کا پتہ :

پنجاب یونیورسٹی سیلز ڈپو اولڈ کیمپس ، لاہور

۱- رک : اکبر نامه ، ج سوم ، ص ۸۱۷.

محمد اقبال مجددی*

جنگ نامۂ احمد شاہ درانی

احمد شاہ درانی نے ۱۷۴۷ء تا ۱۷۶۹ء پاکستان و ہند پر نو حملے کیے ، وہ ۱۷۴۸ء میں پنجاب پہنچا گویا اس نے ۱۷۴۸ء میں پنجاب پر پہلا حملہ کیا ، جس میں اس نے لاہور اور سر ہند پر قبضہ کر لیا ۔ لیکن جب آگے بڑھا تو منو پور کے مقام پر آسے مغل فوج نے شکست دی اور وہ واپس افغانستان لوٹ گیا ۔ پیش نظر ''جنگ نامہ'' اسی پہلے حملے کی تفصیلات پر مشتمل ہے ۔

شاعر نے اس کا کوئی نام تجویز نہیں کیا ۔ اس لیے ہم نے موضوع کی مناسبت سے اسے ''جنگ نامہ احمد شاہ درانی'' سے موسوم کیا ہے ۔

اس شعر سے :

ازین جنگ او داد ثابت علم نموده بیان او ز رستم نظم (۱۵۴)

قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نظم کسی رستم تخلص کے شاعر کی تصنیف ہے ۔ اغلب یہ ہے کہ اس میں رستم بطور تخلص نہیں ، معنوی اعتبار سے استعمال ہوا ہے ۔

انداز بیان

انداز تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نظم کسی ہم عصر شاعر نے لکھی ہے اکثر اشعار چشم دید گواہ کے انداز بیان کی غمازی کرتے ہیں ۔ بنابریں یہ نظم ایک معاصر دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں مندرج اکثر واقعات کی دیگر کتب تاریخ سے بھی تصدیق ہوتی ہے نیز ایک حساس اور مقامی مصنف کی حیثیت سے اس کے جذبات کی عکاسی بھی ہوتی ہے ۔ اس لیے نظم اہمیت کی حامل ہے ۔

مصنف نے زیادہ تر درانی افواج کے لاہور پر ظلم و ستم کو بیان کرنے پر زور قلم صرف کیا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دل حملے سے بہت زیادہ گھبرایا ہوا تھا ۔ اس نے اس شعر میں مغل اور سکھ دونوں کو ''جفاپیشہ'' قرار دیا ہے :

یکے قوم مغلاں سنگھاں دوم جفا پیشہ ہر دو ندارند شرم (۱۶)

---

*لیکچرار تاریخ گورنمنٹ شاہ حسین کالج ، لاہور

خطی نسخہ

جنگ نامہ کا خطی نسخہ ہمارے آبائی کتب خانہ میں ہے - برادری کے باہمی اختلافات کی وجہ سے اس وقت ہمیں اصل نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا - لیکن ۱۹۷۲ء میں اس کا عکس بنایا گیا تھا جو خوش قسمتی سے اس وقت ہم دست ہوگیا ہے - نیز کسی دوسرے قلمی نسخے کا تاحال علم نہیں - اس وقت اسی عکس سے متن کو شائع کیا جا رہا ہے - نسخے پر سال کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں - تاہم کاغذ کی قدامت اور شعر نمبر ۲۸ سے مابین ۱۱۶۱ھ و ۱۱۶۲ھ کا مکتوبہ نسخہ قرار دیا جا سکتا ہے -

لسانی نقائص

یہ کسی کہنہ مشق شاعر کی قوت فکر کا نتیجہ نہیں ہے - بلکہ ایک نو مشق آدمی کا کلام ہے جو پنجاب کا رہنے والا معلوم ہوتا ہے اس لیے بعض الفاظ کا تلفظ پنجابی زبان کے مطابق کرتا ہے - مثلاً

جوان مرد سازد بہمت رزم نظم گوئی گوید بقوت علم (۶)

شاعر نے رَزْم کی بجائے رَزَم باندھا ہے دوسرے مصرعے میں نَظْم کی بجائے نَظَم پڑھنے سے وزن درست ہوگا ۂ

چو فغان مردان پیکار جو ستیزہ نمودند نہادند رو (۳۷)

دوسرے مصرعے میں نمودند کا دال محذوف کرنے سے وزن درست ہو جائے گا -

(چو) شب تیرہ شد سوی جنگل شتافت شہر در تصرف بہ دشمن گذاشت (۸۹)

متن میں لفظ (چو) موجود نہیں - دوسرے مصرعے میں شاعر نے شَہْر کو شَہَر باندھا ہے -

نیت گر کہ آورد لشکر شمار زجنگی سواران شد (ہ) سی ہزار (۹۳)

پہلے مصرعے میں نِّیت کو نِیَتْ استعمال کیا گیا ہے -

جوانان چندان شد (ہ) سربلند زکشی بدیوان زسانند گزند (۹۴)

پہلے مصرعے میں شدہ کی بجائے شد درج ہے دوسرے مصرعے میں کشی وزن سے خارج ہے اس کی بجائے ''کشتی'' ہونا چاہیے اور رسانند بھی وزن میں نہیں آتا ''رساند'' پڑھنے سے وزن درست ہو جاتا ہے -

دران شہر بودند لشکر وزیر با قمردین خان چین بہادر امیر (۱۰۵)

دوسرے مصرعے میں شروع میں با موجود ہے جو وزن سے خارج ہے -

بدستور فرمودہ تدبیر جنگ کہ باشند دشمن زَخَم گیر تنگ (۱۱۴)

دوسرے مصرعے میں زَخْم کی بجائے زَخَم بفتح خ استعمال کیا ہے :

اجازت زبانی اشارہ نمود　　که توپان و بانان رہانید زود (۱۱٦)

ناظم فارسی محاورے سے زیادہ آشنا نہیں تھا ۔ یہ شعر بھی دیگر کئی شعروں کی طرح مقامی زبان کا ترجمان نظر آتا ہے :

جوانان مردان زلشکر وزیر　　فتا دند به میدان زشمشیر تیر (۱۳۳)

دوسرے مصرعے میں فتادند کی دال وزن میں نہیں آتی ۔

شد ز ہمت جوان مرد لشکر دیر　　رزم جوی گشتند مانند شیر (۱۳۷)

متن میں شد مرقوم ہے جو وزن میں نہیں آتا ۔

فَتَح کرد میدان معین المُلک　　زده کوس نصرت بیاری فلک

پہلے مصرعے میں فَتْح کی بجائے فَتَح اور معین المُلْک کی بجائے معین الُمُلک باندھا ہے ۔

خلاصہ جنگ نامہ

احمد شاہ درانی قندھار سے تیار ہو کر لاہور آیا تھا (شعر نمبر ۹) وہ محض جلب زر کے لیے لاہور پر حملہ آور ہوا (۱۰) ۔ فتح کابل کے بعد اس نے تسخیر لاہور کا ارادہ کیا (۱۲) ۔ اس وقت شاہ نواز خان [حیات اللہ خان] بن نواب زکریا خان اس سے مقابلہ کے لیے آمادہ ہوا (۱۳) شاہ نواز خان نے مغل فوج کو جمع کیا نیز سکھ بھی ہزاروں کی تعداد میں درانی سے نبرد آزمائی کےلیے تیار تھے (۱۵) ۔ اس جنگ میں مغلوں اور سکھوں کے بیالیس ہزار سپاہی مارے گئے (۱۷) درانی کے کم اندیش سپاہیوں نے شہر لاہور پر جبر بھی کیا (۱۸) ۔ اس جنگ میں ''توپ داغاں'' اور بندوقداروں کی تعداد گیارہ ہزار تھی ۔ شاہ نواز خان نے اپنی فوج میں اضافہ کیا (۲۱) ۔ اس وقت ۱۱٦۱ھ تھا (۲۸) ۔ درانی بیس ہزار نو سو جوانوں کی تعداد کے ساتھ لاہور میں داخل ہوا (۲۹) ۔ شاہ نواز خان نے جنگ کی تدبیر کی اس نے رزمگاہ شہر لاہور کے اندر بنائی (۳۲-۳۳) ۔ سکھ درانی کے حملے سے ہراساں ہوکر بھاگ گئے (۴۳) ۔ اس شکست میں مغلوں کو ہزاروں طعنے ملے (۴۷) ۔ فتح کے بعد شہر لاہور پر قیامت گزر گئی، غارت گیری آٹھ روز تک جاری رہی (۵۲ - ۵۳) ۔ خاص و عام سے جو مال انہوں نے چھینا قلم اس کے شمار سے عاجز ہے ۔ لاہور کے مسلمان اور ہندو اس قدر قتل ہونے کہ ان کا شمار زبانی ممکن نہیں ۔ (۵۴ - ۵٦) ، انہوں نے لاہور پر چالیس روز تک جور و جفا جاری رکھی (۵۹) ۔ انہوں نے قتل و غارت گری میں لاہور کے حفاظ اور علماء پر بھی سختی کی (٦۰) ۔ درانی نے (فتح کے بعد) ایک روز جشن خسروانہ منانے کے لیے مجلس منعقد کی (٦٦-۷۰) ۔ اس نے ایک ہی حملہ میں

لاہور پر قبضہ کر لیا (۷۵) - درانی کے لشکر میں تیس ہزار جنگی سوار تھے - (۹۳) - درانی کو منو پور کے مقام جو شکست ہوئی شاعر کے خیال کے مطابق اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا غرور پسند نہیں آیا (۹۸) - درانی وہاں سے نہایت تیزی کے ساتھ سر ہند پہنچا - اس نے سر ہند کے خاص و عام سے بزور رقم حاصل کی (۱۰۳) - اس وقت اس لشکر کی کمان وزیر قمر الدین خان کے پاس تھی (۱۰۵) - اگرچہ قمرالدین خان کی موت کی حقیقت کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے تاہم شاعر نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے خیمہ میں بیٹھا تسبیح خوانی میں مصروف تھا (۱۱۳) کہ اسے توپ کا ایک گولہ آ کر لگا - جس سے وہ جان بر نہ ہو سکا (۱۲۹) - قمرالدین کا لشکر ۱۱۶ سواروں پر مشتمل تھا - اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا معین‌الملک میر منو جنگ کی کمان سنبھالتا ہے (۱۳۵) - دونوں فوجوں کے مابین خون ریز جنگ ہوتی ہے (۱۳۹-۱۴۰) - یہ جنگ تین روز تک جاری رہی (یعنی جنگ منو پور) (۱۴۱-۱۴۲) اس جنگ میں درانی کے نو سو ساتھی مارے گئے (۱۴۶) - جنگ میں معین‌الملک کو فتح ہوئی (۱۵۰) -

اس تلخیص کے بعد متن ملاحظہ کریں :

متن جنگ نامہ

خداوند را یار سازم مدام — رسد بر محمدؐ درود و سلام
محمد شده رہنما دو جہان — زیاران چارش کفر شد نہان
وضو کن ہمیشہ تو از آب پاک — ومصحف بخوان ده بآنہا ثواب
بخم پشت آری و تن در سجود — رسانی بہ ارواح آنہا درود
خدا کار ساز و باو قدرت است — زدن تیغ در جنگ از ہمت است
جوان مرد سازد بہمت رزم — نظم گوئی گوید بقوت علم (کذا)
رزم جستن ترک سر کردن است — نظم گفتن خون جگر خوردن است
بیارم بریں داستان این نظم — کہ افغان ز قندھار[1] جویان رزم
بہ لاہور آمد[2] پیاپی خبر — کہ افغان آید بہ تیغ و تبر
(۲) احمد خان نامش کہ بیداد گر — بہ لاہور آید طلب گار زر
بہ لشکر ہزاران جنگی جوان — رسد او دمندہ چو باد دوان

۱- احمد شاہ درانی قندھار میں ۱۱۶۰ھ جولائی ۱۷۴۷ء کو تخت نشین ہوا ، اسی سال ہندوستان پر حملہ کی غرض سے نومبر میں دہلی پہنچ گیا - وہاں سے وہ دسمبر میں پشاور پہنچا جہاں سے وہ لاہور کے لیے روانہ ہوا -

۲ - درانی ۱۸ محرم ۱۱۶۱ھ جنوری ۱۷۴۸ء کو شاہدرہ (نزد لاہور) میں آ جاتا ہے -

همه ملک کابل مسخر نمود[1] | نیت کرد لاہور لشکر کشود
به لاہور ناظم ابن زکریا خان[2] | حیات[3] الله خان نام آن نوجوان
به دل کرد تدبیر ہمت گران | کمر بست با جنگ آیندگان
جمع کرد افواج مغلان جوان | دگر قوم سکھاں ہزاران تنان
یکے قوم مغلان سنگھاں دوم | جفا پیشه ہر دو ندارند شرم
قلم کش چو دو قوم کرده شمار | قلم بند آمد چهل دو ہزار
ولیکن کم اندیش ناکرد کار | زآنہاں جبر در شہر آشکار
و زآن توپ داغاں بندوق دار | نوشته نویسنده ہژده ہزار
تردد به پیکار ناظم نمود | تو گوئی که خواہد نه دشمن سجود
حیات الله خان فوج[4] وافر نهاد | دلش بر ستم دست غارت کشاد
ستانید زر نقد از ہر کسی | و زد کشت مظلوم مردم بسی
نظر بر جفا رسم ظالم گرفت | بجز ستم بدکار نیکی نگشت
(ص۴) گمان کرد لشکر تکبر نمود | دلیلات بے بن بدل خود ربود
بدل وی نه آمد فلک نیله گون | گمان کس ندارد که خود بے ستون
ازاں ہم نشیناں نکس داد پند | غروری نه آید به یزداں پسند
خداوند دادار قدرت کند | همه کار عالم به حکمت کند
شنو سنه ہجری بکن زر نگار | ہزار و صد وشصت و یک کن شمار[5]
احمد خان به لاہور آمد دوان | به عشرین ہزاران نه صد [نو] جوان
یکا یک جوانان مانند دیو | چو در کوه دیوان کبر و غریو
ندانست در ہند قدرت فزون | سلیمان کند دیو را سرنگون
حیات الله خان کرد تدبیر جنگ | از ہجوسی سپه کرد لاہور تنگ
چو لشکر کشی کرد آراسته | رزمگاه اندر شہر ساخته
پسندید تدبیر در دل فزود | سراسر شہر کوچه بندی نمود

۱- یہ تسخیر ۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء کو ہوئی -
۲- نواب زکریا خان بن سیف الدوله نواب عبدالصمد خان ۱۷۲۶ء سے ۱۷۴۵ء تک پنجاب کا گورنر رہا -
۳- حیات الله خان عرف مرزا پھلوری، زکریا خان کا دوسرا فرزند تھا - وہ نادر شاہ ایرانی کے ساتھ لاہور سے دہلی تک گیا، نادر شاہ نے اسے شاہ نواز خان کا خطاب دیا اور ملتان کا گورنر مقرر کیا -
۴- شاہ نواز خان کی دیگر فوج کے علاوہ پندرہ ہزار گھوڑ سوار اور پانچ ہزار سے زائد بندوقچی بھی تھے - (گنڈا سنگھ : احمد شاہ درانی ص۴۸)
۵- اس جنگ کا آغاز ۲ محرم ۱۱۶۱ھ ۱۰ جنوری ۱۷۴۸ء کو ہوا -

همه قوم مغلان و سکهان چست | صف آرائی کردند هر جا درست
به جنگ آزمائی شدند استوار | سواران دلیران بندوقدار
چو افغان مردان پیکار جو | ستیزه نموده[1] نهادند رو
(ص ۵) به یکدست شمشیر دیگر تبر | به شمشیر بازی نهادند سر
دویدند در شهر مانند گرگ | پس آنگه دویدند خرد و بزرگ
ز مغلان سکهان نه استاده کس | به شمشیر بازی نه شد دست رس
همه فوج مغلان اگر زره پوش | گریزان لرزان یکسر دو گوش
همه فوج ترکان ترکی سوار | نه شد کس دران وقت را پائیدار
سکهان چو میشان هراسان شدند | نهان کرد رویان گریزان شدند
هماندم بگفته حیات الله خان | فلک گشت بر من مضرت رسان
فلک نیله رو گنبدی زرنگار | ز من باز گشته درین کارزار
غروری مرا بود اندر جگر | سزا گشت اکنون چه سازم فکر
زمانه فرو گشت حیران ماند | هزاران طعنه به مغلان خواند
پریشان نه شد لب بدندان گزید | به لاچار راه بیابان گزید
[چو] شب تیره شد سوی جنگل شتافت | شهر در تصرف به دشمن گذاشت
بدل خستگی شد برون از شهر | خروشان جوشان ز بیداد دهر
نجیبان که همراز چندان بودند | دران وقت سختی رفیقان شدند
(۶) ظفر دید افغان دلیر آمدند | ز بلده زر و سیم جویان شدند
به لاهور غارت شبانروز هشت | یقین کن قیامت برین شهر گشت
بغارت گرفتند گنج سیم و زر | هزاران اسپان هزاران شتر
دگر مال اموال از خاص و عام | قلم در نه آید نویسد تمام[2]

۱- متن نمودند.

۲- اشعار ۵۲ ، ۵۳ ، ۵۴ ، ۵۵ میں درانی افواج کی جس لوٹ مار کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بارے میں مقامی مورخ کنھیا لال کا بیان ہے: "(محلہ) مغل پورہ جہاں بڑے بڑے امرائے شاہی کی حویلیاں تھیں بلکہ خود صوبہ کے قیام کے لیے وہاں عالی شان مکان بنے تھے لٹنا شروع ہوا ، دن بھر درانی فوج اسی محلہ کو لوٹتی رہی اور اتنی دولت پائی کہ اٹھانا مشکل ہو گیا۔" (تاریخ لاہور ، مطبوعہ لاہور ، ۱۸۸۴ء ص ۲۹) لیکن یہ ملحوظ رہے کہ درانی افواج نے لاہور کے تمام محلات نہیں لوٹے بلکہ بعض محلات نہ صرف محفوظ رہے بلکہ خود درانی کے حکم سے حضرت حاجی محمد سعید لاہوری کے محلے یعنی عبداللہ واڑی اور لکھی محلہ کی درانی فوج نے حفاظت کی۔ مقامی مورخ مفتی غلام سرور لاہوری نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔ حدیقۃ الاولیاء مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۲۰۲۔

مسلمان هندو که شد قتل عام شمار آن نکردم که گویم کلام
زنان کودکان را که کردند اسیر نمودند بر خود گناهان کبیر
به لاهور اختر جبین چین بود که باشنده در شهر غمگین نمود
چهل روز افغان در شهر ماند جفا جور بر خلق بی حدّ راند
رسانده بد مفلس توانگر ستم ز حافظ و فاضل[1] نکرده شرم
شب و روز مردم بگریان بودند غیاثی بدرگاه یزدان شدند
که ما بنده پر گناه توایم به بی چارگی داد خواه توایم
نداریم غیر از تو فریاد رس به جز تو نداریم دگر هیچ کس
تو ای داوری قادری کردگار ز مایان به گردان به روزگار
خداوند او را رسان رنج دید چهل روز فریاد مردم شنید
(ص۷) برو کرّم سازید چرخ بلند کند سوخت افغان چو سوزد سپند
به پیچد بروی فلک نیله گون شده روزگارش به آنهان زبون
نظر دار بر کار پروردگار چگونه برو تلخ شد روزگار
چو یک روز احمد مجالس نمود ز فیروزمندی غرورش کشود
جشن خسروانه بیاراسته بدستور شاهان پرداخته
چو بر فرش زرین مکلف نشست گرفته یکی تیغ مصری بدست
طلب کرد لشکر رفیقان سپاه بهر انجمن کرد لشکر نگاه
بداد و دهش کرد هر یک دلیر قوی کرد لشکر چو گرگان شیر
نظر بر رفیقان در آورد گفت دلم هر چه خواهد ندارم نهفت

۱- یہاں مولف نے غلط بیانی سے کام لیا ہے - احمد شاہ درانی کے تقریباً سارے پاکستان و ہند کے نامور علماء و مشائخ سے روابط تھے - اس نے حملہ کرنے سے پیشتر ان حضرات سے باقاعدہ مراسلت کی تھی - چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے علاوہ اس نے حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری (ف ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۰ء) سے خط و کتابت کی (مکتوبات شاہ فقیر اللہ ص ۲۸۸ مکتوب ۶۶) ان کے علاوہ حضرت میاں محمد عمر بن ابراہیم پشاوری چمکنی ، حاجی محمد سعید لاہوری ، میاں ثناء اللہ دہلوی ، سید محمود بن سید علی شیخانی ، سید نجیب کنڑی ، میاں محمد عثمان ، شیخ شکراللہ ٹھٹھوی ، شیخ بہلول جالندھری ، میاں رحمت اللہ لاہوری ، خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کشمیری (مولف تاریخ کشمیر اعظمی) ، شیخ کمال الدین کشمیری اور صاحبزادگان سرہند میں سے حضرت خواجہ غلام محمد معصوم ثانی کے ساتھ اس کی مراسلت تھی - (وکیلی عزیزالدین : تیمور شاہ درانی ۲/۶۷۸) نیز اس نے بٹالہ میں مشائخ سے متعدد ملاقاتیں کی تھیں جن کی تفصیل احمد شاہ بٹالوی نے تاریخ ہند میں دی ہے (بحوالہ گنڈا سنگھ ص ۴۲۶) -

ز نیروئی بازو رفیقان چست ز یک حمله لاهور کردم بمشت[1]
کنون گشت پنجاب در دست من کلید زر آن گشت در مشت من
بمن هست لشکر ز اندازه بیش سزاوار باشد کنم قصد پیش
دلیلم قوی رو به دهلی کنم ستاننده کشور بگیتی شوم
کسی نیست شورد (؟) بمن بر زمین به شمشیر گیرم ز خاتم نگین
(ص ۸) بمن گر رفیقان یاور شوند به تیغ و تبر دل دلاور کنند
زنم تیغ در ملک هندوستان چو نادر شوم نشر اندر جهان
گمانش به لشکر غرورش بتن تو گفتی که با فلک بازد سخن
شناسید خود را چو اسفندیار ستیزه نموده بیک صوبه دار
به فهمیده بیش است رستم زمان که شاید ستاند بیک تیر جان
ندانست این چرخ را نیله رو گهی شاد و خورم گهی تندخو
جهانست بر آب کشتی روان کسی نیست ماند ز جنبش امان
جواب از رفیقان دلیلت قوی بتو جفت باشند مهر و مهی
همه لشکری جان فدای تو اند گزیننده هر دم رضای تو اند
سپاهان کمر بست در کام تو سراسر فدا اند بر نام تو
درین معرکه بخت آزمائی بکن ز ما جان نثاری بتو بی سخن
دلت هر چه خواهد بهمت سپار بکن آنچه داری دریغت مدار
نیت کرد احمد به دهلی درست بر امید لشکر کمر بست چست
نیت گر که آورد لشکر شمار ز جنگی سواران شد(ه) سی هزار[2]
(ص ۹) جوانان چندان شد(ه) سربلند ز کشتی بدیوان رسانند گزند
ندانست در بند قدرت فزون سلیمان کند دیو را سر نگون
ز لاهور افغان به لشکر گران رسد او دمنده چو باد دمان
در آندم عطارد ز تقویم دید همه لشکر افغان سوزان بدید
فلک را نبوده غرورش پسند دو انگشت آتش به سویش فگند
قضا از قدر گشت آگاه یاب که باشند افغان ز آتش خراب
بهر راه آگاه کارش نمود خدا گر نخواهد ز کوشش چه سود
که احمد به لشکر ز تندی تمام رسیده به سهرند جویند(ه)[3] کام

۱- درانی کا شهر لاہور پر ۲۲ محرم ۱۱۶۱/۱۲ جنوری ۱۷۴۸ء کو قبضہ ہوا -

۲- انند رام مخلص کے تذکرہ سے فوج کی اس تعداد کی تصدیق ہوتی ہے (گنڈا سنگھ ص ۵۷) -

۳- درانی ۱۲ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ/یکم مارچ ۱۷۴۸ء کو قلعۂ سرہند کے قریب پہنچ گیا -

چو آن بلده سرکار سهرند نام دران سکه رانند شاهان مدام
نهادند شمشیر بر خاص و عام بغارت گرفتند زر هر کدام
صف آرائی کردند بدستور خویش ز تندی نهادند قدمها پیش
دران شهر بودند لشکر وزیر قمر دین[1] خان چین بهادر امیر
دوان دو نهادند به لشکر کثیر زخم تیغ و تیران کردند پذیر
رهاندند بندوق ها بی شمار ستمکار کشتند بندوقدار
(ص. ۱) کمربست احمد بجنگ استوار سمند اسپ رومی دران کارزار
کهی نیزه رانده کهی تیغ تیز کهی با کمان تیر کرده ستیز
چنان جنگ کردند افغان جوان پسندید گردید هندوستان
فلک گفت بیمهر در وقت جنگ رزم گر جگر کرد چون سخت سنگ
وزان سو سپاهان ز لشکر وزیر یلان نامداران شدند جنگ گیر
وزیر الممالک بخیمه نشست یکی کرد تسبیح مرجان بدست
بدستور فرمود تدبیر جنگ که باشند دشمن زخم گیر تنگ
چنان سلک افواج آراسته دران راه بدخواه نگذاشته
اجازت زبانی اشاره نمود که توپان و بانان رهانید زود
ز توپان بانان نمودند جنگ ز آتش رزمگاه گردید تنگ
بسی مرد مردم ز هر دو طرف شمار آن نه آمد که آرم حرف
دها دہ بر آمد دران زرمگاه بجای گریزان نکس را پناه
رزم خواه گردید هر دو سپاه نکس داد ده شد نکس داد خواه
چنان بانگ آمد ز توپان کلان ز بن کوه لرزان بجنبش زمان
(ص ۱۱) برآمد چو آواز توپ و تفنگ بدریا نهان گشت ماهی نهنگ
شنیدم که بانان مانند برق شده سوز دشمن چو آتش (به) فرق
هزاران شده سوخت اندر نبرد هزاران شده سوخت در خاک گرد
ز توپان و بانان که پیکار شد بر افغان لشکر جهان تار شد
چو دو طرف بودند توپ و تفنگ نبوده بتوپان یک دم درنگ
دران جنگ بیداد حاکم قضا ز حکمش رها بود بندوقها

۱- میر محمد فاضل نام ، اعتمادلدوله محمد امین خان بهادر کا لڑکا ہے - عالمگیر کے آخر زمانے میں مناسب عہدہ اور قمرالدین خان کا خطاب پایا - احمد شاہ شہزادۂ محمد شاہ بادشاہ کے ہمراہ احمد شاہ درانی سے مقابلہ کے لیے سرہند تک گیا - اسی مقابلہ کے دن توپ کا ایک گولہ اس کے لگا اور اسی سنہ (۱۱۶۱ھ) میں وہ فوت ہو گیا - مآثرالامراء ۳۵۳/۱—۳۵۶ - آیندہ حواشی میں اس کے نامور فرزند معین الملک میر منو کا ذکر بھی کیا گیا ہے -

وزیر الممالک که در خیمه بود — قضا کرد نظرش نشانه نمود
چنان تیر از توپ باو رساند — بدن ماند در خیمه جانش نماند
وزیر این وزارت بدنیا گذاشت — بمردی مراتب شهیدان یافت
وزیر الممالک ز گیتی گذشت — سرخرو مدامی که تاریخ گشت
قمر دین خان کرد ادا زندگی — ز رحمان رحمت برو شد بهی
جوانان مردان ز لشکر وزیر — فتادند به میدان ز شمشیر تیر
هزار و صد و شصت نه صد شمار — ز مردان نامی تازی سوار
همانندم رسیده معین[1] الملک — بهادر جوان بن وزیرالملک
(ص ۱۲) بجائے پدر جنگ قائم نهاد — ستیزه جوانمرد وافر کشاد
ز همت جوانمرد لشکر دلیر — رزم جوئی گشتند مانند شیر
نشسته جوانمرد بر پیل مست — بجوش از جوانی نیت جنگ بست
خداوند را یاد کرده نخست — عزم داشت در جنگ کردن درست
دلیری به لشکر فزون تر نمود — بدشمن کشی جنگ فرمود زود
شده جنگ سه روز خون ریز شد — ز هر سو زمین خون آمیز شد
سه روزه که شد جنگ در دشت کین — ز خون سرخ گردید روی زمین
فلک شد به میدان نظاره ور — هزاران تنان دید بریده سر
تردد چنان کرد آن نام جو — ز افغان نمانده کسی رزم جو
ز بندوق بانان چندین بکشت — احمد خان چنان دیده بنمود پشت
ازان جنگ احمد گریزان شد — به نهصد رفیقان خود جان برد
برو فلک آتش که افشرده بد — ز افغان بمیدان سلامت نشد
گریزان سوزان دران پهن دشت — هزاران تنان مرد بیجان گشت
ز افغان لشکر بمیدان کسی — نمانده دران جنگ کشتند بسی
(ص ۱۳) فتح کرد میدان معین‌الملک — زده کوس نصرت بیاری فلک
سپهر آن زمان بود در کام او — فتح کرد در جنگ آن نام جو
شده شادیانه ز طبلان زر — معین الملک گشت فیروز ور

۱- قمرالدین خان (اعتمادالدوله) کی وفات ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء کے بعد اس کے لڑکے معین الملک میر منو نے جنگ کی کمان سنبھالی اور شدید جنگ کے بعد درانی کو شکست ہوئی - اسی جنگ میں اس کو "معین الملک رستم ہند" کا خطاب ملا اور وہ لاہور اور ملتان کا صوبہ دار مقرر ہوا - میر منو ۱۱۶۲ھ اور ۱۱۶۵ھ کے درانی حملوں کے دوران بھی پیش پیش تھا - موخرالذکر سنہ میں درانی فوج سے مغلوب ہو گیا - میر منو نے ۱۱۶۸ھ/۱۷۵۳ء میں وفات پائی (ماثرلامراء ۱/ ۳۵۵) -